



والدہ ماجدہ

محمد کریم سلطانی

ادارہ تبلیغ الاسلام پاکستان

مرکزی دفتر جامعہ ریاض العلوم پیپلز کالونی ڈی بلاک فیصل آباد فون ۴۴۰۹۹

یونس دفتر کتابت فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمدؐ از تو می خواہم خدارا
خدایا از تو حب مصطفیٰ را
صلی اللہ علیہ وسلم

عارف باللہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمہ اللہ

موت کو سمجھا ہے غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی

انتساب

سیدی و مرشدی حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم و فیوضاتہم

کی

والدہ ماجدہ عارفہ و زاہدہ

حضرت قبلہ مائی صاحبہ

رحمہا اللہ رحمۃ واسعۃ

کے نام

جن کی خاکِ پا کے تصدق سے اللہ تعالیٰ نے

ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو

بے پناہ سرفرازیوں سے نوازا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد کریم سلطانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم لک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ وصل وسلم علی حبیبک وصفیک سیدنا طٰہٰ ولیٰسین علیہ افضل التحیۃ والتسلیم۔

عقل کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ عقلِ معاش

۲۔ عقلِ معاد۔

عقلِ معاش کے ذریعے انسان دنیا میں باعزت و وقار سے رہتا ہے اور عقل معاد کے ذریعے آخرت میں عزت و وقار سے رہنے کی کوشش کرتا ہے۔

ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو اللہ رب العزت نے دونوں عقلوں سے نوازا تھا لیکن ان پر عقل معاد کا غلبہ تھا۔ یہ محض اللہ جل شانہٗ کا عطیہ تھا۔ بعض اسباب و واقعات نے اس میں اور جِلا بخشی حتیٰ کہ آخری ایام میں ہر کس و ناکس اس کی خوشبو محسوس کرتا تھا۔

فلک الحمد یا اللہ۔ انت الذی اعطیتھا ھذہ العطیۃ المبارکۃ بفضلک ومنک وکرمک۔

آئیے میں انکی زندگی کے چند گوشے تحریر کرتا ہوں۔ جہاں یہ

ہمارے لئے انکی یاد کا ایک ذریعہ ہوگا وہاں شاید کسی حق کی متلاشی خاتون کیلئے نشانِ راہ ثابت ہوں۔

تزویج

جب آپ کی شادی کی بات چل رہی تھی تو آپ نے اپنی پھوپھی صاحبہ مرحومہ کو خواب میں دیکھا جنکی زندگی بچیوں کو قرآن پڑھاتے گزری تھی۔

پھوپھی صاحبہ نے فرمایا۔ بیٹی تمہاری کیا مرضی ہے؟

آپ نے جواباً فرمایا۔

اگر اللہ تعالیٰ اور میرے والد صاحب کی مرضی ہے تو یہ رشتہ مجھے بھی منظور ہے۔

آپکی پھوپھی صاحبہ مرحومہ نے فرمایا۔

"بیٹی! اللہ کی رضا بھی اسی میں ہے اور تمہارے والد صاحب کی مرضی بھی یہی ہے اور بیٹی سُن لے۔

یہ بڑے نیک، پارسا اور متقی ہیں۔"

حضرت والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی رہائش چک ۳۰ ر۔ب ضلع فیصل آباد میں تھی۔ اور سیدی وابی زید مجدہٗ کی رہائش محلہ گنو شالہ فیصل آباد میں تھی۔

جب آپ پہلی مرتبہ سیدی وابی زید مجدہٗ کے گھر آئیں تو نماز کا وقت تھا۔ سب سے پہلے جو آپ کی زبان سے الفاظ نکلے وہ یہ تھے۔

"میں نے نماز ادا کرنی ہے۔"

وضو کیا اور بارگاہِ خداوندی میں کھڑی ہوگئیں۔

ہماری دادی صاحبہ رحمہا اللہ رحمۃً واسعۃً نے ہمارے والد گرامی قدر دامت برکاتہم وفیوضاتہم کو بلایا اور فرمایا۔

"بیٹا! مبارک ہو میری بہو نے گھر میں داخل ہوتے ہی نماز پڑھنا شروع کردی ہے۔"

آنے والی اس گھر میں آئی تھی جس گھر میں مبارک دولت و دنیا کے حصول پر نہیں ملتی بلکہ اللہ کی عبادت و بندگی پر مبارک ملتی ہے۔

سیدی وابی زید مجدہٗ خود بیان فرماتے ہیں اگر لاکھوں روپے کا جہیز ساتھ آتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس بات سے خوشی ہوئی کہ آنے والی اولیت اللہ کی عبادت کو دیتی ہے۔

اللھم لک الحمد حمدًا کثیرا۔

یہ ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی خوش قسمتی تھی کہ ان کی نسبت سیدی وابی حضور قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم وفیوضاتہم سے ہوئی جن کی قسمت میں فیوضات سلطانیہ کا جام پینا تھا۔ یہ اس فیض سلطانی کی برکت تھی کہ ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو حصولِ ہدایت کیلئے کسی اور جگہ جانے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

ان کو اپنے ہی گھر سے

۱۔ شریعت مطہرہ کی پابندی۔

۲۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۔ بارگاہِ سلطانی سے عقیدت۔

۴۔ احترامِ ساداتِ کرام۔

۵۔ سخاوت۔

۶۔ تواضع وانکساری۔

۷۔ صبر و شکر

۸۔ استغناء

۹۔ صلہ رحمی اور

۱۰۔ ذکرِ الٰہی

جیسی بے شمار نعمتیں حاصل ہوتیں۔ اور میں علیٰ وجہ البصیرہ کہتا ہوں کہ ہمارے والد گرامی قدر دامت برکاتہم و فیوضاتہم نے رب تعالیٰ کی عطا فرمودہ ان نعمتوں کے دینے میں بخل سے کام نہ لیا بلکہ اس شان سے عطا کیں کہ یہ ساری نعمتیں ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ میں نقطہ کمال پر نظر آتی تھیں۔

سلام ہو اس فیضِ سلطانی پر جس نے لوگوں کی تقدیریں بدل دیں۔

سلام ہو سیدی وابی زید مجدہٗ وشرفہٗ پر جن کی نظرِ کرم سے ایک جہاں سیراب ہو رہا ہے۔

سلام ہو ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ پر جن کے کشادہ سینے نے ان ساری نعمتوں کو اپنے اندر سمو لیا۔

شریعتِ مطہرہ کی پابندی

حضور نبی عربی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہٖ [1]

تم میں اس وقت تک کوئی مومن نہیں جب تک اس کی خواہشات میری شریعت کی تابع نہ ہو جائیں۔

اللہ ربّ العزت نے ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو ایمان کی اس چاشنی سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔

نماز

شریعت مطہرہ کا اہم رکن نماز ہے جسے مومن کا معراج قرار دیا گیا۔

ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نماز کی بڑی پابند تھیں اور ساری زندگی نماز سے والہانہ لگاؤ رہا۔ حتیٰ کہ بیماری کے عرصہ جو ساڑھے دس سال پر محیط ہے، میں بھی نماز کی بڑی پابندی فرمائی۔ اس پورے عرصہ میں ایک نماز بھی قضا نہ ہوتی۔ یہ محض اللہ کا فضل اور سلسلہ شریفہ کے بزرگوں کی برکت ہے ورنہ بڑے بڑے بھی اس معیار پر پورے نہ اُتر سکے۔

وصال سے ایک روز قبل جب ہسپتال لے جایا جا رہا تھا تو ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھیں اور انہیں کسی کروٹ چین نہ آتا تھا۔ گمان ہوا شاید عصر کی نماز ادا نہ کی ہو۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ نمازِ عصر گھر ادا کر لی تھی۔

الحمد للّٰہ رب العالمین

ہسپتال میں جب پہنچیں تو اپنی بڑی بہو سے فرمایا۔ کیا وقت ہے
جواب ملا۔ مغرب کی نماز کا وقت ہے۔ فرمایا۔ مجھے تیمم کراؤ۔ تیمم کے بعد
فرمایا۔ میری چارپائی کا رُخ قبلہ شریف کی طرف کر دو۔
اس نے جواب دیا۔ یہ بڑا بیڈ ہے۔ مجھ سے ہلایا نہیں جاتا۔ آپ
اسی رُخ نماز ادا کرلیں۔ چنانچہ آپ رحمہا اللہ نے اسی رُخ نماز ادا فرمالی۔

فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔

سحری کے وقت آپ کے پاس اخی المکرم حضرت حافظ محمد حبیب الجد
صاحب بیٹھے ہوتے تھے۔

فرمایا! بیٹا کیا وقت ہے؟

عرض کی۔ چار بجے ہیں۔

فرمایا۔

مجھے تیمم کراؤ میں تہجد کی نماز ادا کرلوں۔

آپ نے اپنی زندگی کی آخری رات بھی تہجد کی نماز نہ چھوڑی۔
فجر کی نماز ادا کی اور اسی دن، دن کے تقریباً ساڑھے بارہ بجے
آپ کا انتقال ہوگیا۔

اے اللہ!

اے ارحم الراحمین!

ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے ساری زندگی تیری بندگی
کو نہ چھوڑا۔ بے چینی اور بے قراری کے عالم میں بھی قرار تیری عبادت میں آیا۔

جب بھی موذن "اللہ اکبر" کہتا یہ بھی "اللہ اکبر" کہتے
ہوئے اپنے سر کو تیری بارگاہ میں جھکا دیتیں۔

اے اللہ!

ان زخمی دلوں کی اب یہی دعا ہے کہ نماز کے نور سے ان کی قبر انور
کو بھر دے اور اپنی عبادت کے انوار ابدالاباد تک ان کے مزار پرانوار
پر نازل فرما۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

آپ ساری زندگی اپنی اولاد کو نماز کی نصیحت کرتی رہیں۔ اگر کوئی نماز
میں تاخیر کرتا تو آپ اس پر ناراض ہوتیں۔ اذان ہوتی تو اپنے بیٹوں سے
فرماتیں۔

میرے جگر پارو!

جاؤ اذان ہوگئی۔ نماز باجماعت ادا کرو۔

یہی نہیں بلکہ جو عورتیں بھی ان سے ملنے کے لئے آتیں۔ انہیں فرماتیں
نماز پابندی سے ادا کیا کرو۔

آپ کے ان محبت بھرے ارشادات کو سن کر کتنی بے نماز عورتیں
نماز کی پابند بن گئیں۔

کیا ان عورتوں کی عبادت و بندگی کا ثواب بھی آپ کے نامۂ اعمال
میں جمع نہ ہوگا۔ یقیناً ہوگا۔

الدال علی الخیر کفاعلہ۔

نیکی کی ترغیب دینے والے کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا نیکی کرنے والے کو ملتا ہے۔

آپ نے زندگی بھر کبھی فیشنی لباس نہ پہنا۔ ہمیشہ شریعتِ مطہرہ کے مطابق لباس زیبِ تن فرمائیں۔

جو بچیاں آپ سے قرآن کریم پڑھنے آتیں۔ اگر ان کا لباس باریک ہوتا تو انہیں بھی ترغیب دیتیں کہ لباس ایسا پہنو جس سے جسم نظر نہ آئے حالانکہ وہ بچیاں کم عمر ہوتی تھیں۔ آپ کو معلوم تھا کہ یہی بچیاں کل کی ماں بنیں گی۔ اگر اب ان کی تربیت نہ ہوئی تو پھر ان کی تربیت کب ہو گی؟

وہ عورتیں جو آپ سے ملنے کیلئے آتیں۔ اگر انہوں نے برائے نام برقعہ پہنا ہوتا تو آپ کو سخت کوفت ہوتی۔ آپ انہیں اس درد بھرے انداز سے سمجھاتیں کہ ان پر حیا کا غلبہ ہو جاتا۔ ان میں سے اکثر وہ برقعے ترک کر کے سادہ برقعے سِلوا لیتیں۔

مدرسۃ البنات کی معلمات اور جوان طالبات کے بارے میں آپ کو علم ہوا کہ یہ بھی برائے نام برقعے پہن کر آتی ہیں۔ اس خبر سے آپکو سخت رنج ہوا۔ انہیں بلا کر سمجھایا حتیٰ کہ وہ سادہ اور باپردہ برقعے سلوانے پر آمادہ ہو گئیں اور انہوں نے سلوا بھی لئے۔

رشد و ہدایت کا یہ کام اللہ جلّ شانہٗ اُس عورت سے لے رہا تھا جو کتنی سالوں سے چارپائی پر دراز تھی۔ اس کا ہر عضو بیماری سے متاثر تھا۔ اس سے ہلا نہ جاتا تھا۔

اسے اللہ کی شانِ کریمی نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء۔ والله ذو الفضل العظيم۔

عام طور پر ایسے ہوتا ہے کہ جب عورت کے ہاں اولاد ہو جاتے تو وہ شوہر کی بجائے اولاد سے زیادہ محبت کرنے لگتی ہے۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی اور تھا۔

آپ کو اپنے سرتاج سے محبت تھی اور یہ محبت، محبت کی حدود سے نکل کر عقیدت کے دائرے میں داخل ہو گئی تھی۔

آپ نے سیدی وابی دامت برکاتہم وفیوضاتہم کی خلوت و جلوت کو دیکھا۔

آپ کی تسبیح و مناجات کو دیکھا۔

سحری کے قیام و سجود کو دیکھا۔

اپنے پروردگار کی بارگاہ میں، رات کی تنہائی میں، پھیلے ہوئے ہاتھوں سے آنسوؤں کا نذرانہ لٹاتے ہوئے دیکھا۔

ذکر و فکر کو دیکھا۔

اخلاص و ورع کو دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومستی کو دیکھا۔ نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر محبت کے نقطہ کمال کو دیکھا۔

الغرض ایک پیکر میں انہیں وہ کچھ نظر آیا جو ان کے وہم وگمان میں نہ تھا۔

اس مقام پر اگر محبت اپنے تنگ کوچہ سے نکل کر عقیدت کی شاہراہ میں داخل ہو جاتے تو حیرانگی کی کوئی بات نہیں۔

آپ کی ساری زندگی بن مانگے اس نعمت کے حصول پر شکر کرتے بیت گئی۔

ہمیں سمجھاتیں۔

اے میرے جگر کے ٹکڑو!

اپنے والد گرامی کو عام طرز کا باپ نہ سمجھنا۔ ان سے محبت کرو۔ اور دل وجان سے محبت کرو۔ فقط ان سے محبت کرنے سے ہی تمہیں دنیا و آخرت کی ہر نعمت مل جائے گی۔

اللھم لك الحمد ملأ السموات والارض۔

سیدی وابی دامت برکاتہم وفیوضاتہم جب بھی گھر میں داخل ہوتے آپ دیکھتے ہی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پڑھتیں۔ نہ معلوم انہیں یہ کس نے بتایا اور یہ سبق انہوں نے کہاں سے حاصل کیا۔ بہرحال آپ کا یہ معمول تھا۔

فجزاھا اللہ احسن الجزاء۔

بہرحال مجھے اتنا معلوم ہے کہ میں چھوٹا تھا۔ بعض عورتیں آتیں اور گھر میں اپنی ناچاکی کا ذکر کرتیں۔ آپ انہیں فرماتیں۔ جب بھی تمہارے شوہر گھر میں آئیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھا کرو۔

چند دن بعد وہی عورتیں آتیں اور کہتیں جب سے ہم نے اپنے شوہر کو دیکھ کر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پڑھنا شروع کیا ہے ہمارے گھروں میں اتحاد واتفاق اور الفت ومحبت کا بسیرا ہے۔

اللھم اعطھا اجرھا کما تحب وترضیٰ

خاوند کی اطاعت وفرمانبرداری بھی شریعت مطہرہ کا ایک حکم ہے۔ آپ نے حتی المقدور اس پر عمل کیا اور اپنے دور کی عورتوں کیلئے ایک نمونہ پیش کیا۔

آپ نے سیدی وابی زید مجدہٗ کی اجازت کے بغیر کبھی بھی اپنے گھر سے باہر قدم نہ رکھا۔

میرے آقائے نعمت سیدی ومرشدی حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم وفیوضاتہم جہلم میں تشریف فرما تھے۔ ہم بھائیوں کی معیت میں آپ دربار

شریف حاضر ہوئیں۔

آپ نے حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم وفیوضاتہم سے آپکی والدہ ماجدہ عارفہ وزاہدہ ، طیبہ وطاہرہ حضور قبلہ مائی صاحبہ رحمہا اللہ کی زیارت کی تمنا کا اظہار کیا۔ حضور قبلہ مائی صاحبہ رحمہا اللہ اس وقت دینہ میں اپنی بیٹی کے ہاں تشریف فرما تھیں۔

اس عرض کو سُن کر حضور آقائے نعمت دامت برکاتہم وفیوضاتہم نے ارشاد فرمایا۔

حضور مائی صاحبہ کی زیارت کے لئے آپ کو دینہ بھیج دیں۔

آپ نے عرض کی۔

حضور! میں گھر سے یہیں تک آنے کی اجازت لے کر آئی ہوں۔

حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم وفیوضاتہم ان الفاظ کو سُن کر نہایت مسرور ہوئے اور اس کا تذکرہ بھی کئی مرتبہ فرمایا

جزاھا اللہ احسن الجزاء وجعل الجنتہ ماواھا۔

حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم وفیوضاتہم اس سوال سے شاید یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ

فیوضاتِ سلطانیہ کے امین کے گھر میں شریعت مطہرہ کی پاسداری کتنی ہے۔

ادھر سے اتنا ہی عرض ہے کہ

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا

کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے۔

والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کے پاس بعض عورتیں آتیں اور عرض کرتیں۔

ہمارے گھروں میں لڑائی اور جھگڑا رہتا ہے۔ اس کا کوئی حل بتائیں۔

آپ ان کی پوری بات سنتیں اور آخر میں فرماتیں۔ اس میں قصور تمہارا ہے۔

شریعت مطہرہ نے جو خاوند کے حقوق تم پر رکھے ہیں انکی پاسداری کرو۔

خاوند کی اطاعت کرو۔

اور خود سیدھی ہو جاؤ۔

اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ کی ان نصیحتوں سے کتنے اجڑے ہوئے گھر آباد ہوتے ہونگے اور کتنے ہی گھر نفرتوں کے کانٹوں سے صاف ہوتے ہوں گے اور محبت کی بہاروں سے معطر ہوتے ہوں گے۔

فرحمہا اللہ تعالیٰ ونور قبرھا۔

آج ہماری زبانوں میں اثر اس لئے نہیں رہا کہ ہمارے قول وفعل میں تضاد ہے۔ جس کے قول وعمل میں فرق ہو۔ اس کی زبان تاثیر سے خالی ہوتی ہے۔

الحمد للہ ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ میں قول وفعل کا تضاد نہ تھا بلکہ جو بات کسی سے کہتیں۔ اس پر پہلے خود عمل کرتی تھیں۔

ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے ساری زندگی سیدی وابی دامت برکاتہم کی نافرمانی نہیں کی بلکہ کبھی اس کا تصور بھی نہ کیا۔ گاہے گاہے سیدی وابی زید مجدہٗ سے عرض کرتیں۔

قیامت کے دن گواہی دیجیئے گا کہ میں نے کبھی بھی آپ کی نافرمانی نہیں کی۔

آپ فرماتے۔

انشاء اللہ اگر مجھ سے پوچھا گیا تو اس بات کی ضرور گواہی دوں گا۔

اور کبھی کبھی سیدی و ابی زید مجدہٗ سے دو باتوں کی گواہی کے بارے میں عرض کرتیں۔

۱۔ کبھی نافرمانی نہیں کی۔

۲۔ کبھی خیانت نہیں کی۔

سیدی و ابی زیدہ مجدہٗ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

میں ان دو باتوں کا گواہ ہوں۔ اگر روز جزا مجھ سے گواہی طلب کی گئی تو انشاء اللہ گواہی دوں گا۔

اللھم ثبتنا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا و فی الآخرہ

بجاہ حبیبک رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے ایک وصیت نامہ بھی لکھ دیا تھا۔ وہ آخر میں درج ہے۔ وہ وصیت نامہ بھی از اول تا آخر شریعت مطہرہ کی پابندی کا درس دیتا ہے۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی ایمان کی جان ہے۔ جس دل میں محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو اس کا ایمان

اس جسم کی طرح ہے جس سے روح نکل چکی ہو۔

ایک اعرابی بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ۔

متی الساعۃ ؟ قیامت کب ہے ؟

آپ نے ارشاد فرمایا۔

ما اعددت لھا ؟ تو نے اس کیلئے کیا تیار کر رکھا ہے ؟

اس نے عرض کی۔ یا رسول اللہ !

میرے پاس کوئی بڑے عمل تو ہیں نہیں۔ فقط اتنی بات ہے کہ

انی احب اللہ ورسولہٗ۔

میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

انت مع من احببت

جن کی محبت تیرے سینے میں ہے۔ قیامت کے دن تو انہیں کے ساتھ ہوگا۔

خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس فرماتے ہیں۔

اسلام لانے کے بعد اس دن جو مسلمانوں کو خوشی ہوئی۔ اس سے بڑھ کر خوشی میں نے کبھی نہ دیکھی۔ ۱ے

سرخیل سرستان بادۂ عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر کا ارشاد گرامی ہے۔

۱ے الادب المفرد للبخاری ۵۳

حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل من ضرب السیف
فی سبیل اللہ[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، جہاد فی سبیل اللہ سے
افضل ہے۔

والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو اس نعمت سے کافی حصہ ملا تھا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ پاک سنتی۔ بے قرار ہو جاتیں اور فوراً
آپ کی زبان سے نعتیہ اشعار جاری ہو جاتے۔

پریشانم پریشانم اغثنی یا رسول اللہ

کرم کی اک نظر ہم پر خدارا یا رسول اللہ
یہی ہے ایک جینے کا سہارا یا رسول اللہ

اور کبھی عرض کرتیں۔

اندھیری قبر میں مجھ کو اکیلا چھوڑ جائیں گے۔
وہاں ہو فضل سے تیرے اجالا یا رسول اللہ۔

میں نے اکثر خود مشاہدہ کیا۔
ہاتھوں میں ہلنے کی قوت نہیں۔ درد کی شدت اپنی انتہا پر ہے اس

---

[1] الوفا باحوال المصطفیٰ ۸۰۶

عالم میں جب مؤذن کے یہ کلمات سنتیں۔

اشھد ان محمدا رسول اللہ

فوراً انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں سے لگاتیں اور کہتیں۔

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ

اب اس کی برکات کا مشاہدہ کرنا ہو تو چشمِ تصور سے ہزاروں سال
پہلے کا منظر دیکھئے۔

دو سو سالہ نافرمان اس دنیا سے کوچ کرتا ہے۔ لوگ اس کی بدکاریوں
سے واقف ہیں۔ اس کا جنازہ نہیں پڑھتے بلکہ اسے گھسیٹ کر کوڑا کرکٹ
کے ڈھیر پر پھینک دیتے ہیں۔

جبریل امین حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کا حکم پہنچاتے
ہیں۔

اے موسیٰ! میرے ایک بندے کو لوگ غلاظت پر پھینک
آئے ہیں۔ اس کو اٹھاؤ اور نماز جنازہ پڑھوا کر اسے دفن کرو۔

موسیٰ علیہ السلام اسے اٹھاتے ہیں۔ غسل دیتے ہیں۔ کفن
پہناتے ہیں۔ نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور قبر میں اتارتے ہیں۔

بعد میں عرض کرتے ہیں۔

الٰہی! یہ دو سو سالہ نافرمان تیرا مقرّب کیسے ہوا؟

ارشاد ہوا۔

اے موسیٰ!

واقعی یہ انتہائی نافرمان تھا لیکن جب بھی یہ تورات کو

کھولتا۔ اس میں نام "محمّد" لکھا۔ دیکھتا۔ اسے چوم کر اپنی آنکھوں سے لگاتا۔

میں نے اس وجہ سے اس کے گناہوں کو معاف کر دیا اور اسے جنت عطا فرمادی [1]

غور فرمایئے!

ایک بنی اسرائیل کا نافرمان، جب نام "محمّد" کی تعظیم کرتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ اسے محروم نہیں فرماتا تو ایک محمدی جو محبت و عقیدت سے اس نام مبارک کی تعظیم کرتا۔ اللہ تعالیٰ اسے کیسے محروم رکھے گا۔

تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا

ہم بھائیوں میں سے جب بھی کوئی حج یا عمرہ کیلئے حجاز مقدس کا ارادہ کرتا تو ماہی بے آب کی طرح تڑپتیں اور فرماتیں۔ مجھے بھی لے چلو حالانکہ آپ کی کیفیت یہ تھی کہ چارپائی سے ہل نہ سکتی تھیں۔

مدینہ طیبہ زاد اللہ شرفا و کرامۃ کا نام پاک اس والہانہ انداز سے لیتیں کہ سننے والے ان الفاظ سے عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک محسوس کرتا تھا۔

---

۱۷ نومبر ۱۹۸۸ء یہ عاجز و غفلت شعار — عازم حرمین شریفین ہوا۔ حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا قدم بوسی

---

[1] الخصائص الکبری للسیوطی

کی اور اجازت طلب کی۔

فرمایا

بیٹا! مدینہ طیبہ حاضری میں مجھے نہ بھولنا۔ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین کی جانب کھڑے ہو کر میرا سلام عرض کرنا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کے در کی ایک "کتیا" فیصل آباد میں رہتی ہے اور عرض کرتی ہے۔

آقا! مجھ سے جو غلطیاں ہوتی ہیں۔ انہیں معاف کر دیجئے۔

کرم کی اِک نظر ہم پر خدارا یا رسول اللہ
یہی ہے ایک جینے کا سہارا یا رسول اللہ

کیا یہ پیغام حضور فداہ ابی و امی و نفسی صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق و مستی کا اظہار نہیں کرتا؟

مدینہ طیبہ میں ایک کنویں کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ یہ کنواں کھاری تھا۔ اس کا پانی پینے کے قابل نہ تھا۔ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن اس میں ڈالا اور اس کا پانی میٹھا ہو گیا جو آج تک میٹھا ہے۔

خدا تعالیٰ کی قدرت کہ اس کنویں سے تین فٹ کے فاصلے پر زمین سے پانی اُبل رہا ہے اور وہ پانی کڑوا ہے۔

اس دفعہ مدینہ طیبہ کی حاضری میں اس کنویں کی حاضری کا شرف حاصل

ہوا۔ اس کا کچھ پانی میں اپنے ساتھ لے کر آیا۔
جب میں گھر پہنچا اور حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی قدم بوسی
کے بعد اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے بے ساختہ فرمایا۔

وہ پانی مجھے فوراً پلاؤ۔

وہ پانی مجھے فوراً پلاؤ

آپ وہ پانی اس طرح نوش فرما رہی تھیں جیسے زندگی کی ایک
تمنا پوری ہو رہی ہو۔
اللہ جلّ شانہٗ کی شان ملاحظہ ہو کہ اسی کنویں کا بقیہ پانی آپکے کفن
اور آپ کی آخری آرامگاہ میں چھڑک دیا گیا۔

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رگ رگ میں رچا بسا تھا۔
زندگی کے آخری ایام میں اس کے انداز ہی نرالے ہو گئے تھے۔
زندگی کا آخری دِن تو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بالکل ڈوبا ہوا
نظر آتا تھا۔ وہ سارا دن دیگر اشعار کے ساتھ آپکی زبان پر

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا
اِنّنی فی بحر غم مغرق
خذ یدی سہل لنا اشکالنا

جاری رہا۔
کیا ان اشعار مبارکہ کو سن کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

اپنی سنتِ مطہرہ کے مطابق

اللّٰھم ایّدھا بروح القدس

نہ فرماتے ہوں گے؟
یقیناً وہ دِل جس میں عشقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سما جاتے وہ
لاثانی دِل ہے۔
اور یقیناً وہ آدمی جس کے سر میں سودائے عشقِ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہو وہ یگانہ و فرزانہ ہے۔

احترامِ ساداتِ کرام

ساداتِ کرام کے ساتھ محبت و عقیدت دراصل حضور صلی اللہ علیہ
وسلم سے محبت و عقیدت کا ہی حصہ ہے۔
اللہ ربّ العزت نے حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو اس نعمت سے
بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔
چند شواہد درج ذیل ہیں۔

افغانستان سے سیّد محبوب شاہ، از مجاہدین افغانستان،
حضور سیدی و ابی زید مجدہٗ کے پاس آئے اور بتایا کہ ہم تین بھائی ہیں۔
جس دِن اِن کی فیصل آباد سے روانگی تھی سیدی و ابی زید مجدہٗ
نے ان کا تذکرہ حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ سے کر دیا۔
آپ نے پوچھا میرے کتنے پیسے ہیں؟

حضور سیدی وابی زید مجدہٗ نے فرمایا۔ تین ہزار روپیہ۔

اس پر آپ نے عرض کی۔

تینوں بھائیوں کیلئے ایک، ایک ہزار روپیہ میری طرف سے پیش کردیں

فیصل آباد میں ایک سیدزادی بیوہ ہوگئی۔ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ ان کے خاوند نے اپنی زندگی میں ایک پلاٹ خریدا ہوا تھا۔ ان کی زندگی نے وفا نہ کی۔ اور وہ مکان تعمیر نہ کرسکے اور وہ سیدزادی اپنے بچوں سمیت کسی کے گھر رہائش پذیر تھی۔

ایک دن وہ حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور اپنی بپتا سنائی اور کہا۔ دو ہزار روپیہ تک میری خدمت کروا دیں۔

حضور والدہ ماجدہ نے سارا ماجرہ سیدی وابی زید مجدہٗ سے ذکر کر دیا۔ آپ نے اپنے احباب کے ذریعے بائیس ہزار روپیہ صرف کرکے انہیں مکان تعمیر کروا دیا۔

جڑانوالہ سے ایک بی بی صاحبہ حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کے پاس آئیں اور کہا میں سیدزادی ہوں۔ میرا مکان گر کر تباہ ہوگیا ہے۔ اب میں دوسری جگہ مکان بنانا چاہتی ہوں لہذا مجھے آٹھ ہزار اینٹ لے دو یا چھت کا سامان گارڈر وغیرہ لے دو۔

آپ نے سیدی وابی زید مجدہٗ سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے

احباب کے ذریعے ان کے مکان کی جگہ ۸ ہزار اینٹیں پہنچا دیں۔ اور وہ سیدزادی خوش ہوگئی۔

حضور والدہ ماجدہ کے وصال کے دو روز بعد وہ ملنے آئیں۔ جب انہیں بتایا گیا کہ ان کا وصال ہوچکا ہے تو وہ بہت روئیں اور فرمایا وہ تو میری ماں تھیں۔ رحمہا اللہ رحمۃ واسعۃ۔

ایک سیدزادی کی شادی ہوئی۔ انکی اہلیہ ملنے کیلئے آئیں۔ حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے اس سیدزادی کی دست بوسی کی اور خدمت بھی کی حالانکہ اس سیدزادی کی عمر حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی پوتیوں جتنی تھی۔

سادات کرام کی خدمت اور ان کا احترام کرکے آپ کو دلی خوشی ہوتی تھی۔ یہ در حقیقت حضور نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت کا عملی اظہار ہے۔

فیصل آباد کے ایک محلہ سے ایک عالم دین آئے اور حضور سیدی وابی زید مجدہٗ سے فرمایا کہ میں سید ہوں اور بچی کی شادی کرنا ہے۔ کچھ خدمت کرو۔ حضور سیدی وابی زید مجدہٗ نے ان کا تذکرہ حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ سے بھی کردیا۔ آپ نے اسی وقت تین نئے کپڑے کے جوڑے حاضر خدمت کروا دیئے۔

اللھم تقبل منھا۔

دربارِ گھرِ بار دربارِ سُلطانی سے عقیدت

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو دربار شریف جہلم سے بڑی محبت و عقیدت تھی۔

حالتِ بیماری میں جب تکلیف میں اضافہ ہوتا تو فرماتیں۔

مجھے دربار شریف جہلم لے جاؤ۔

اور کبھی فرماتیں۔

مجھے حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم وفیوضاتہم کے حجرہ مبارک میں پھینک آؤ۔ حالانکہ حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم وفیوضاتہم کا حجرہ مبارکہ اکثر بند رہتا ہے۔ اور آپ اگھار، کوٹلی میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

دراصل ہمارے سارے خاندان کو اس دربار گھر بار سے عقیدت و محبت ہے۔ جن کے خوانِ کرم سے پل رہے ہوں۔ ان سے حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی عقیدت ایک فطرتی بات ہے۔

ہماری دادی صاحبہ رحمہا اللہ رحمۃ واسعۃ اسی دربار اقدس حاضر ہوتیں۔ آپ کو اس دربار سے کتنی عقیدت تھی۔ اس کا اس بات سے اندازہ لگائیے۔

آپ سے اس حاضری کے دوران جب بھی کسی نے پوچھا۔ پانی پیئیں گے تو آپ ہر بار عرض کرتیں۔

اس دربار کا پانی نہیں پینا تو اور کس کا پینا ہے۔

ہماری دادی صاحبہ رحمہا اللہ کی بیماری میں جب اضافہ ہو گیا اور

تکلیف اپنی شدت کو پہنچ گئی تو عرض کرتیں مجھے جہلم دربار شریف کا پانی لاکر پلاؤ۔ حضور آقاتے نعمت دامت برکاتہم وفیوضاتہم نے ازراہِ شفقت کچھ پانی بھیج دیا (آپ) محترمہ دادی صاحبہ رحمہا اللہ جب بھی اس سے پیتیں اللہ شفا عطا فرماتا۔

حضور والدہ ماجدہ جب سیدی دابی دامت برکاتہم وفیوضاتہم کے ذریعے سلسلہ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہوگئیں تو اس عقیدت میں اور نکھار پیدا ہو گیا حتیٰ کہ ایک مرتبہ عرض کر بھیجا کہ

"مجھے کفن کے نیچے رکھنے کیلئے کوئی تبرک عنایت فرمائیں"۔

غریبوں کے غم گسار آقا اور بے چاروں کے چارہ ساز آقا دامت برکاتہم وفیوضاتہم نے

"ایک کرتہ مبارک اور ایک تہ بند مبارک"

بھیج دیا۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے جب ان کو دیکھا تو خوش ہوگئیں پھر سیدی دابی زید مجدہٗ سے عرض کی۔

ان میں سے ایک تبرک میرے کفن کے لئے رکھ لیں اور دوسرا تبرک اپنے کفن کے لئے رکھ لیں۔

چنانچہ وہ کرتہ مبارک حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کے کفن کے نیچے پہنا دیا گیا جس سے بڑی امیدیں ہیں اور تہ بند مبارک سیدی دابی زید مجدہٗ نے اپنے کفن کیلئے محفوظ کر لیا ہے۔

امیر تیمور حضور خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ بہاؤ الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً مرمدیۃً کی خانقاہ شریف کے قریب سے گزر رہا تھا۔ خانقاہ شریف کے خادم صفیں جھاڑ رہے تھے۔ امیر تیمور چند ساعت کے لئے کھڑا ہو گیا تاکہ یہ گرد اس کے جسم پر پڑے اور اس کی بخشش کا سامان پیدا ہو جائے۔

امیر تیمور کے انتقال کے بعد حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا۔

امیر تیمور دنیا سے تو چلا گیا لیکن ایمان ساتھ لے گیا۔[1]

اگر صرف صفوں کی گرد سے یہ انعام ملتا ہے تو کرتہ مبارک پہننے سے اس سے بڑے انعام و اکرام کی توقع ہے۔

سخاوت

سخاوت کا وصفِ جمیل بھی حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ میں بطورِ خاص موجود تھا۔ جو بھی حاجتمند آپ کے پاس آتا خالی نہ جاتا۔ یہ سلسلہ ایامِ علالت میں جاری رہا۔

ہم بھائیوں میں سے جو بھی آپ کی مالی خدمت کرتا اس میں سے ایک پیسہ بھی اپنی ذات پر خرچ نہ کرتیں۔ بلکہ اسی طرح ضرورتمندوں کی ضرورت اور حاجتمندوں کی حاجت برآوری کی کوشش کرتیں۔

کبھی جتنے پیسے جمع ہوتے۔ سیدی وابی زید مجدہٗ سے عرض کرتیں۔ ان پیسوں سے "آبِ کوثر" چھپوا کر تقسیم کر دیں۔

بسا اوقات عرض کرتیں۔

---

[1] مکتوباتِ امام ربانی قدس سرہٗ دفتر دوم مکتوب ۹۲

اگر "آبِ کوثر" کی اشاعت میں دیر ہو تو ایسی کتاب شائع کریں جس سے عظمتِ مصطفےٰ اور شانِ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہو۔

لک الحمد یا اللہ۔ انت الذی رزقتنا ھذہ الام المملوۃ بمحبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المفرق الی الظفر۔

ایک بیوہ عورت آئی جو کہ لوگوں کے گھروں سے مانگا کرتی تھی۔ اس کا ایک ہاتھ کمزور تھا۔ اس سے پوچھا۔

کیا تو نماز پڑھتی ہے؟

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

آپ رحمہا اللہ نے سیدی وابی زید مجدہٗ سے عرض کی۔

اسے ہر ماہ پچاس روپے دیا کریں۔

یہ سلسلہ اس وقت سے جاری ہے اور انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

چند سال قبل ایک غریب عورت آئی جو کہ خود محنت و مزدوری کر کے بچوں کی پرورش کرتی تھی۔ اس سے پوچھا۔

کیا تو نماز پڑھتی ہے؟

اس نے نفی میں جواب دیا۔

آپ نے اسے سمجھایا۔ اسے نماز کا طریقہ سکھایا حتیٰ کہ اسے نماز پر کاربند کر دیا۔

جب رمضان شریف آیا تو اس عورت سے پوچھا کیا تو روزے رکھتی ہے؟

اس نے جواب دیا۔

میرے گھر کچھ نہیں، میں کیسے روزے رکھوں۔

اسے ارشاد فرمایا۔

سحری اور افطاری دونوں وقت یہاں آجایا کرا اور روزے رکھا کر۔ چونکہ اس کا گھر بالکل قریب تھا۔ اس لئے وہ کئی سال تک روزے رکھتی رہی۔ جب وہ محلہ چھوڑ کر دوسرے محلہ میں منتقل ہوگئی تو رمضان المبارک میں نقدی کی صورت میں خدمت جاری رہی۔

اب بحمدہ تعالیٰ وہ عورت نماز و روزہ کی پابند ہے۔

محلہ کی ایک بچی مدرسۃ البنات امینیہ رضویہ میں پڑھتی تھی۔ ان کے گھر پانی کا انتظام نہ تھا۔ وہ باہر کسی نلکہ (ہینڈ پمپ) سے پانی لایا کرتی تھی رمضان المبارک آیا۔ سخت گرمی تھی۔ حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے ان کی یہ حالت سُن کر پریشان ہوگئیں۔

سیدی وابی زید مجدہٗ سے عرض کی کہ

ان کے گھر پانی کی موٹر لگوادیں۔ اللہ جزائے خیر عطا فرمائے گا۔

قبلہ سیدی وابی نے اس وقت ان کے گھر پانی کی موٹر لگوادی۔

ایک عورت بیوہ ہوگئی۔ پہلے وہ خوشحال تھی۔ مگر بیوہ ہونے کی صورت میں ان کی مالی حالت کافی کمزور ہوگئی۔ حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے قبلہ سیدی وابی زید مجدہٗ سے عرض کی۔

انہیں ایک سو روپیہ ماہوار دے دیا کریں۔

چنانچہ یہ کارِ خیر ان کی ساری زندگی جاری رہا اور ان شاء اللہ اب بھی جاری رہے گا۔

حضور رحمۃ للعالمین فداہ ابی وامی ونفسی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی تو ہر ایک کو یاد ہوگا۔

السخی حبیب اللہ

سخی اللہ کا محبوب ہوتا ہے۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ اللہ کی مخلوق سے محبت کرتی تھیں۔ یقیناً اللہ جل شانہٗ بھی ان سے محبت کرتا ہوگا اور اب انہیں اس محبت کی جزا دے رہا ہوگا۔

تواضع وانکساری

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ میں یہ وصف بھی موجود تھا۔

ارشادِ گرامی ہے۔

من تواضع للہ رفعہ اللہ۔

جو اللہ کے لئے تواضع وانکساری کرتا ہے۔ اللہ اسے رفعت و سرفرازی سے نوازتا ہے۔

اور دانائے شیراز رحمۃ اللہ کہتے ہیں۔

نہد شاخ پُرمیوہ سر بر زمیں

ثمر ایمان سے لبریز سرزمین کی جانب جھکتا ہے۔

ساری زندگی کسی سے لڑائی نہیں کی۔

ایک دفعہ ایک بچی جو قرآن پاک آپ سے پڑھتی تھی۔ اسے سبق یاد نہ ہوا۔ اسے بطورِ شفقت مارا۔ اس نے گھر اپنی والدہ سے ذکر کر دیا۔ اس کی ماں سخت جھگڑالو تھی۔ وہ آئی اور آکر برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ آپ نے اسے سمجھایا کہ یہ بھی ایک شفقت کا حصّہ ہے۔ لیکن وہ نہ مانی آخر آپ نے کہا۔

بہن مجھے معاف کر دو۔

لیکن اس پر بھی وہ بولتی چلی گئی۔

جب گھر پہنچی تو تواضع وانکسار سے نکلے ہوئے یہ الفاظ

"بہن مجھے معاف کر دو"

نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا۔

واپس آئی اور اس عورت نے منت سماجت کی اور معافی مانگی۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی یہ بھی انکساری تھی کہ آپ مٹی کے بنے ہوتے برتنوں میں کھانا پسند کرتی تھیں۔ سٹیل کی پیالیوں کو پسند نہ کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ مٹی کی پیالیاں ٹوٹ کر ختم ہو گئیں۔

حضور سیدی وابی زید مجدہٗ کو خیال آیا کہ اب تو سٹیل کی پیالیوں میں چائے پی رہی ہوں گی۔

جب آپ گھر آئے تو دیکھ کر حیران ہوتے کہ مٹی کی پیالیاں گھر

میں موجود ہیں۔

اللّٰھمّ قال نبیک وصفیک صلی اللہ علیہ وسلم

من تواضع للّٰہ رفعہ اللّٰہ

فارفع درجاتھا فانک لا تخلف المیعاد۔

دنیا سے بے رغبتی

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو دنیا اور متاع دنیا سے کوئی رغبت نہ تھی آپ ہمیشہ صابرو شاکر اور قانع رہتی تھیں۔

آپ رحمہا اللہ نے زندگی بھر سیدی وابی زید مجدہٗ سے کسی چیز کا مطالبہ نہ کیا۔

ایک مرتبہ آپ رحمہا اللہ نے سیدی وابی زید مجدہٗ سے موسم سرما میں عرض کی کہ ایک عدد گرم چادر منگوا دیجئے۔ حضور سیدی وابی زید مجدہٗ اس مطالبہ سے حیران ہوتے کہ زندگی میں پہلا موقع ہے اس سے قبل کبھی کوئی مطالبہ نہ کیا۔ آپ خاموش ہو گئے۔ اس پر حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے اصرار کیا۔ آخر آپ نے چادریں منگوائیں اور کہا کہ ان میں ایک پسند کر لو۔ اس پر حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے ایک چادر پسند کر لی۔

حضور سیدی وابی زید مجدہٗ نماز تہجد ادا فرما کے قبلہ رو بیٹھے تھے کہ حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے وہ چادر آپ کے کندھوں پر ڈال دی اور عرض کی میں نے یہ چادر صرف اس لئے منگوائی تھی۔

کیونکہ حضور سیدی والدی زید مجدہٗ کے جسم پر جو چادر پہلے تھی۔ وہ
آپ رحمہا اللہ کی نظر میں بوسیدہ ہو چکی تھی۔

صبر و شکر

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تقریباً ساڑھے دس سال بیمار رہیں۔ اس عرصہ میں آپ نے صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہ جانے دیا بلکہ صبر کے موقع پر بھی آپ کی زبان سے کلماتِ شکر ادا ہوتے تھے۔

ہر نیکی کا اجر
۱۰ گنا ہے۔
۷۰ گنا ہے یا
۷۰۰ گنا ہے۔

لیکن صبر ایسی چیز ہے کہ اس کا اجر اتنا زیادہ ہے کہ گنتی وشمار میں نہیں آتا۔

إنما یوفی الصابرون أجرهم بغیر حساب
صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جاتے گا۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
مسلمان کو کوئی بھی تکلیف، کوئی دکھ، کوئی مشقت، کوئی پریشانی،

کوئی حزن، کوئی غم پہنچے حتیٰ کہ اگر مسلمان کو کانٹا بھی چبھے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔
میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار ہے۔ میں نے ہاتھ سے جسم انور کو چھوا اور عرض کی۔
یارسول اللہ! آپ بہت شدید بخار ہے۔
یہ سن کر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
مجھے اتنا بخار ہوتا ہے جتنا دو مردوں کو ہوتا ہے۔
میں نے عرض کی۔
اس لئے کہ آپ کو دوہرا اجر ہے۔
فرمایا۔
ہاں۔ پھر فرمایا۔
جس مسلمان کو کوئی تکلیف بیماری وغیرہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ اس پریشانی کی وجہ سے اس کے گناہوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسے درخت اپنے خشک پتے جھاڑ دیتا ہے۔ [1]

حضرت ام سائب صحابیہ بیمار ہوئیں تو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے گئے اور فرمایا۔
ام سائب تو کانپ رہی ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ

انہوں نے عرض کی۔

حضور بخار ہے۔ اللہ اس کو برکت نہ دے۔

یہ سن کر فرمایا۔

اے ام سائب! بخار کو برا مت کہو کیونکہ یہ تو انسان کے گناہوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسے آگ لوہے کے زنگ کو مٹا دیتی ہے۔

صبر کی اقسام

صبر کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ طاعات پر صبر۔

۲۔ برائیوں سے بچنے پر صبر۔

۳۔ مصیبتوں اور تکلیفوں پر صبر۔

اللہ رب العزت نے حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو تینوں قسموں کے صبر کی توفیق عطا فرمائی تھی۔

طاعات پر صبر

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ اس وصف سے خوب متصف تھیں۔ فرائض کی ادائیگی میں بڑی پابند تھیں۔ حتیٰ کہ نوافل بھی آپ کی طبیعت ثانیہ محسوس ہوتے تھے۔

سخت بیماری کی حالت میں بھی آپ کے ہاتھ میں تسبیح رہتی تھی۔

اس تسبیح پر کیا کیا پڑھتی تھیں۔ یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ بہرحال اتنا معلوم ہے کہ آپ کے وظائف میں ایک ہزار مرتبہ درود نجاتی بھی تھا۔ ذرا اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

اللّٰھم صلّ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد صلوٰۃ تنجینا بہا من جمیع الاھوال والآفات وتقضی لنا بہا جمیع الحاجات وتطھرنا بہا من جمیع السیات وترفعنا بہا اعلی الدرجات وتبلغنا بہا اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیاۃ وبعد الممات إنک علیٰ کلّ شیئٍ قدیر۔

اے اللہ درود پاک بھیج ہمارے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پاک پر۔

ایسا درود پاک کہ اس کے ذریعے تو

تمام مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات عطا فرمائے

اور اسی درود پاک کے ذریعے

ہماری تمام حاجات پوری فرما دے۔

اور اسی درود پاک کے ذریعے

تو ہمیں ہر سیئات سے پاک کر دے۔

اور اسی درود پاک کے ذریعے

تو ہمیں اعلیٰ درجات پر سرفرازی عطا فرما دے۔

اور اسی درود پاک کے ذریعے

زندگی اور موت کے بعد جمیع خیرات کی اقصیٰ غایات تک پہنچا دے

یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔

بلاشبہ یہ ایک عظیم درود پاک ہے۔

یہی درود پاک پاک جسم وجان سے نکلتا ہوگا۔

فرشتے اسے بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جاتے ہونگے روضہ مطہرہ پر معین فرشتہ بھی عرض کرتا ہوگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ کے در کی ایک باندی کا یہ آج پھر حاضر خدمت ہے۔

صبح وشام جب ساری امت کے اعمال آپ کی بارگاہ بے کس پناہ میں پہنچتے ہونگے تو ان اعمال پر بھی نظر کرم سے دیکھتے ہوں گے۔

یہ محبت بھرا درود پاک حضور بابی وآمی ونفسی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سنت کے مطابق خود بھی سنتے ہوں گے۔

زندگی کی آخری گھڑیوں میں حضور والدہ ماجدہ جب

یا رسول اللہ انظر حالنا

کا ورد کر رہی تھیں۔ شاید اس وقت یہ کرم ہوچکا ہو جیسے ان الفاظ سے ذکر کیا جاتا ہے۔

وہ خود نزدیک آجاتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے۔

اللھم صل وسلم علی من بعثتہ رحمۃ للعلمین وجعلتہ شفیعا للمذنبین۔

ایک مبارک تسبیح آپ کے ہاتھوں میں ہی رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ

کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اکثر عورتوں اور عزیزوں نے بعد وصال خواب میں دیکھا تو تسبیح اسی شان سے چل رہی ہے۔

کون کہتا ہے کہ مومن مرگئے۔

قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے!

سلمہ زوجہ عبدالرحمٰن کہتی ہیں۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ ہشاش بشاش ہیں اور ہاتھ میں تسبیح چل رہی ہے۔ میں بلند آواز سے کہتی ہوں۔ کنیز فاطمہ (دختر حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ) دیکھ آپ زندہ ہوگئی ہیں۔

یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے۔

اخی المکرم المحترم جناب مولانا محمد افضل شاہد صاحب زید مجدہٗ کی اہلیہ بیان کرتی ہیں۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ کو میں نے خواب میں دیکھا۔

ایک کھلی اور خوبصورت جگہ دیگر عورتوں کے جھرمٹ میں حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تشریف فرما ہیں۔ ابتداً تو شور اٹھا کہ آپ فوت ہوگئی تھیں۔ اب دوبارہ کیسے زندہ ہوگئی ہیں۔

کچھ عورتیں بولیں۔ صرف ایک دن کیلئے فوت ہوتی تھیں۔ پھر زندہ ہوگئی ہیں۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے خصوصی فیض لینے والا موت کی وادی سے بہت جلد نکلتا ہے۔

موت آنی ہے اس لئے کہ فقط آنی ہے ۔

اس کے بعد انکی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے ۔

آپ سفید ملبوس میں مسکرا رہی ہیں ۔ اور آپ کے دانت موتیوں کی طرح چمک رہے ہیں حالانکہ آخر عمر میں آپ کے دانت گر گئے تھے ۔ خوشبو مہک رہی ہے ۔

پھر مجھ سے فرمایا ۔ تسبیح دو ۔ میرے پاس اس وقت کوئی تسبیح نہ تھی اچانک دیکھا کہ میرا ہاتھ تسبیحوں سے بھر گیا ۔ پھر آپ رحمہا اللہ نے ایک سفید خوبصورت تسبیح لے لی اور پھر اس سے اپنے معمولات کا آغاز کر دیا ۔

ہمارے ماموں حضرت مولانا محمد مظہر الحق صاحب زید مجدہٗ کا بیان ہے ۔ میں نے دیکھا کہ

آپ بالکل سفید لباس میں ملبوس مصلّیٰ پر جانب شمال بیٹھے ہیں ہاتھ کی کچھ انگلیاں نظر آرہی ہیں باقی چہرہ تک سفید کپڑے میں لپٹا ہوا ہے اور ان کے ہاتھ میں سفید تسبیح ہے اور اس کے ذریعے ذکر الٰہی جاری ہے ۔

اس دار المحن میں جس نے اپنے اللہ کو یاد کیا ہو ۔ دل و جان سے یاد کیا ہو ۔ وہ رحمٰن و رحیم اسے اس جہان میں بھی محروم نہیں فرماتا ۔

اللّٰھم رحمتك اوسع اوسع

طاعات پر صبر کا پھل کیا ملا ؟

ایک مرتبہ میں آپ کے قریب بیٹھا تھا ۔ حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کبھی کوئی بات بتاتی نہ تھیں ۔ اس دن ارشاد فرمانے لگیں بیٹا

میں جب دیوار کی طرف دیکھتی ہوں ۔

چھت کی طرف دیکھتی ہوں ۔

چارپائی کی طرف دیکھتی ہوں ۔

اپنے جسم کو دیکھتی ہوں تو

وہاں بڑا نمایاں

اَللّٰہ لکھا نظر آتا ہے ۔

پھر اس بات کا تذکرہ آپ نے ایک دن سیدی وابی زید مجدہٗ وشرفہٗ سے بھی کر دیا ۔

کیا یہ حضرت خواجہ بہاء الدین بخاری شاہ نقشبند رحمہا اللہ کا خصوصی فیضان نہیں جو سلسلہ شریفہ کے بزرگوں کے ذریعے آپ تک پہنچا ۔

غالباً تصوّف کی زبان میں اسے " تصور اسم ذات " کہتے ہیں اس کی برکات اہل نظر پر مخفی نہیں ۔

خلوصِ دل سے جو آدمی بھی اس راستہ پر چلا ۔ اللہ رب العزت اس پر ضرور کرم فرماتا ہے ۔

حضرت سرخیلِ نقشبندیہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ

کا ارشاد گرامی ہے۔

اگر کوئی شخص نیت صحیح اور اعتقاد درست کے ساتھ حق سبحانہٗ کی راہ میں آئے اور شریعت غراء کے آداب کا حقہ بجا لاتے۔ اگر اس کو حینِ حیات اس گروہ کے اذواق و مواجید حاصل نہ ہوں تو ایسے شخص کو اسی جہاں میں سکراتِ موت کے وقت اس دولت سے مشرف کر دیتے ہیں۔

میرے آقائے نعمت حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم وفیوضاتہم کی والدہ ماجدہ حضور قبلہ مائی صاحبہ رحمہا اللہ رحمۃ واسعۃ جب ۱۰ جنوری ۱۹۸۴ء کو اس جہان سے کوچ فرما گئیں تو ہم غلاموں کو اس وقت آپ کی چند باتوں کا علم ہوا۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ بوقت تہجد آپ یہ اشعار مبارکہ پڑھا کرتی تھیں۔

اسم اپنے دی شوق الٰہی ہر دم مینوں
وقت نزع دے شوقاں اندر یاد کراں میں تینوں
اللہ اللہ کر دیاں جیئوں وچ اللہ مر جانواں
جاں جاں روح جُسے وچ ہووے تیرا اسم پکانواں
باجھ تیرے کجھ نظر نہ آوے جتول نظر اٹھاواں
اٹھدیاں بہندیاں ٹردیاں پھردیاں تیرا ذکر پکاواں
قلب منور کر دے میرا برکت اسم الٰہی
جتول ویکھاں توں ہی دسیں غیر نہ دِسے کائی

اللہ اللہ کر دیاں ربا میری جان کڈھائیں
مرشد ماپیو راضی رہیون فضل کرے ربّ سائیں

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ بستر پر علیل تھیں۔ میں حاضر خدمت ہوا اور ان اشعار کا آپ سے تذکرہ کر دیا۔

آپ نے ارشاد فرمایا۔

یہ اشعار مبارکہ مجھے یاد کراؤ۔

یہ اشعار مبارکہ مجھے یاد کراؤ۔

چنانچہ یہ اشعار مبارکہ آپ کو یاد کرواتے گئے۔

اس کے بعد اکثر یہ اشعار مبارکہ آپ کی زبان پر جاری رہتے تھے۔ یہ حضور قبلہ مائی صاحبہ رحمہا اللہ کے فیضان کا ایک اور سلسلہ حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ پر جاری ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ حضور قبلہ مائی صاحبہ رحمہا اللہ کے فیضان کی بارشیں حضور والدہ ماجدہ کے مزار پر قیامت تک نازل فرماتے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

برائیوں سے بچنے پر صبر

اللہ ربّ العزّت جل جلالہٗ نے اپنی شانِ کریمی اور سلسلہ شریفہ کے بزرگوں کی برکت سے حضور والدہ ماجدہ کو گناہوں سے محفوظ رکھا تھا آپ کو برائیوں سے حد درجہ کی نفرت تھی۔ بلکہ اپنے پاس بیٹھنے والیوں

کو بھی برائیوں سے باز رہنے کی نصیحت کیا کرتی تھیں۔

اللہ کی شانِ کریمی تو یہاں تک تھی کہ اگر کوئی عورت آپ کے پاس چند مرتبہ آکر بیٹھتی تو اس کا دل بھی برائیوں سے متنفر ہو جاتا تھا۔ اور وہ بھی آہستہ آہستہ نیکیوں کی جانب متوجہ ہو جاتی

مصیبتوں اور تکلیفوں پر صبر

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو جو جسمانی تکلیفیں پہنچیں۔ اس پر ہم اہل خانہ خود حیران ہیں۔ اتنی زیادہ تکلیفیں ایک جان میں جمع کیسے ہو گئیں ان تکلیفوں پر آپ کا صبر ضرب المثل بن گیا۔ انتہائی تکلیف میں بھی جب کسی نے پوچھا۔

کیا حال ہے؟

جواب میں کبھی کوئی ترش کلمہ نہیں ارشاد فرمایا بلکہ نہایت عجز و انکساری سے کہتیں۔

الحمد للہ رب العالمین۔ الحمد للہ علی کل حال

ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

گویا جس کے پاس نعمت ایمان موجود ہو اسے ہر حالت میں اللہ کا شکر ہی زیب دیتا ہے۔

آپ کے معالج محترمی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب محلہ محمد پورہ اس بات کے معترف ہیں کہ آپ سے جب بھی پوچھا گیا۔ کیا حال ہے؟

تو جواب میں ارشاد فرماتیں۔

الحمد للہ رب العالمین۔ الحمد للہ علی کل حال

حدیثِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سنیئے۔

إنّ عزّ وجلّ يقول اذا ابتليت عبدا من عبادي مؤمنا فحمدني على ما ابتليته فانه يقوم من مضجعه ذالك كيوم ولدته امه۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اپنے بندوں میں سے جب کسی مومن بندے کو کسی تکلیف میں مبتلا کرتا ہوں۔ اگر میری طرف سے اس پہنچی ہوئی تکلیف پر میرا شکر ادا کرے۔ میں اسے گناہوں سے ایسے پاک کر دیتا ہوں جیسے وہ آج ہی (پاک و صاف ہو کر) ماں کے پیٹ سے باہر آیا ہے۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نہ معلوم روزانہ کتنی مرتبہ پاک در پاک ہوتیں۔ یہی وہ وجہ تھی کہ آپ کے دل و دماغ، سوچ و فکر بھی طیب و طاہر نظر آتے تھے۔

تکلیف میں اضافہ ہوا۔ کبھی اللہ کو درد بھرے انداز سے یاد کیا اور کبھی اس کے محبوب کو محبت بھرے انداز سے یاد کیا۔

ایک مرتبہ اتنی زیادہ تکلیف کہ جو بھی دیکھتا خود اشکبار ہو جاتا عرض کی گئی۔

کیا حال ہے ؟

شاید اس وقت نسبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ تھا۔ اس کے جواب میں فوراً کہا۔

یا رسول اللہ!

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

الرحیل۔الرحیل

کُلّ من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذی الجلال والاکرام۔

۱۷ر دسمبر ۱۹۸۸ء کو حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی تکالیف میں شدّت ہوئی اور آپ کو عصر کی نماز کے بعد نیشنل ہسپتال جناح کالونی لے جایا گیا۔

ابتداً تو ایمرجنسی وارڈ میں رکھا بعدہ ایک کمرہ آپ کیلئے مخصوص کر لیا گیا۔

آپ نے مغرب کی نماز نیشنل ہسپتال میں ادا فرمائی پھر عشاء کی نماز بھی بحمدہٖ تعالیٰ ادا فرمائی۔

۱۸ر دسمبر ۱۹۸۸ء

تہجد کی نماز ہسپتال میں تقریباً چار بجے شب ادا فرمائی۔

فجر کی اذان کے بعد فجر کی نماز بھی ادا کی۔

اس دن

برادرِ اکبر مولانا محمد افضل صاحب
برادر اکبر مولانا محمد سعید احمد اسعد صاحب
برادر اصغر مولانا محمد حبیب امجد صاحب
برادر اصغر مولانا قاری محمد مسعود احمد حسان صاحب

حاضرِ خدمت ہوئے۔

سیدی وابی زید مجدہٗ بھی تیمار داری کیلئے تشریف لے گئے۔

حضور والدہ ماجدہ سارا دن ذکرِ الٰہی اور ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں مصروف رہیں۔

آپ کا سانس اکھڑ اکھڑ کر آرہا تھا۔ اسی دوران ڈاکٹر محمد ظفر صاحب آئے اور پوچھا۔

اماں جان کیا حال ہے۔

جواب ملا۔

الحمد للہ رب العالمین۔ علی کل حال۔ ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ اتنی صبر والی ماں میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ سانس اکھڑ رہا ہے۔ اور پھر بھی اللہ کا شکر ادا کر رہی ہیں۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نبخشد خدائے بخشندہ

کچھ دیر بعد آپ نے اللہ اللہ بلند آواز سے کہنا شروع کر دیا
عرض کی گئی ذرا آہستہ۔ شاید باہر لوگ پھر رہے ہوں۔

جواب میں ارشاد فرمایا۔

آج میرے بس میں نہیں ہے۔
ہاں آج اللہ اللہ بلا تکلف نکل رہا ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے بلاوے کا واضح اعلان تھا۔

پھر آپ نے کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کر دیا۔
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پھر رحمتوں والے نبی کو یاد کیا۔

یارسول اللہ انظر حالنا
یاحبیب اللہ اسمع قالنا
اننی فی بحر غم مغرق
خذ یدی سہل لنا اشکالنا

اللھم ایدھا بروح القدس فرمانے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم

نے شاید اسی روح القدس کا اس موقع پر ہمنوا بنایا۔ آپ کی زبان پر جاری تھا۔

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا۔

کسی کو خبر تک نہ تھی کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔
برادر اکبر حضرت مولانا محمد افضل شاہد صاحب ادویات لینے کیلئے ہسپتال سے باہر گئے۔
اور برادر اصغر حضرت مولانا محمد حبیب امجد صاحب برتن چھوڑنے کیلئے گھر روانہ ہوئے۔
حضور والدہ ماجدہ کے پاس فقط چھوٹی ہمشیرہ سلمہا ربہا بیٹھی تھیں انہوں نے بھی اجازت مانگی آپ نے انہیں فرمایا۔ چند گھڑیاں تو اور بیٹھ جاؤ۔ آخر وہ بیٹھ گئیں۔
حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے کروٹ لی اور آپکی زبان سے چند کلمات نکلے جن میں اللہ اور یا اللہ کی سمجھ آئی۔ باقی پتہ نہ چل سکا۔ کیا کہہ رہی تھیں۔

بیٹی اپنی ماں سے پوچھتی ہے۔
امی جی کیا حال ہے۔
لیکن وہ ....
وہ تو دارِ فانی سے کوچ کر چکی تھیں۔

ان کی روح پاک فرشتوں کے جھرمٹ میں ملأ اعلیٰ کی طرف پرواز کرچکی تھی۔

إنا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ تقریباً ساڑھے دس سال بیمار رہیں۔

اس حالت میں بھی ذکرِ الٰہی کو نہ چھوڑا بلکہ زبان پر آخری لفظ بھی "اللہ" اور "یا اللہ" تھا۔

حدیثِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سنیئے۔

من مات مریضاً مات شہیدا ووقی فتنۃ القبر وغدی وریح علیہ برزقہ من الجنۃ [1]

جس کا حالتِ مرض میں انتقال ہوا۔ اسے شہادت کی موت نصیب ہوتی اور اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے اور صبح وشام اسے جنت کا رزق کھلایا جاتا ہے۔

---

۱ مشکوٰۃ ص ۱۳۹ بحوالہ ابن ماجہ وبیہقی۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ اس سرعت سے دنیا سے رخصت ہوئیں کہ کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ اتنی جلدی روانہ ہوجائیں گی۔

ایک حدیث پاک یاد آرہی ہے۔ پڑھیئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إن المومن اذا کان فی اقبال من الآخرۃ وانقطاع من الدنیا جاءہ ملک فجلس عند راسہ فیقول

اخرجی ایھا النفس الطیبۃ الی مغفرۃ من اللہ ورضوان۔

فتخرج نفسہ فتسیل کما یسیل قطر السقا [1]

جب بندہ مومن کے آخرت کے طرف جانے اور دنیا سے رخصتی کا وقت آتا ہے تو فرشتہ اس کے سر کے پاس بیٹھتا ہے اور کہتا ہے۔

اے پاکیزہ روح اب اس جسم کو خیر باد کہہ دے اور آ تیرے اللہ کی مغفرت اور اس کی رضا تیری منتظر ہے۔

اس کی روح اسکی جسم سے ایسے نکلتی ہے جیسے مشکیزہ سے پانی کا قطرہ نکلتا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام مومن کی روح کے خروج کا منظر اس طرح بھی بیان فرماتے ہیں۔

---

۱ التذکرہ للقرطبی ص ۱۳۰

جنت سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ان کے چہرے روشن گویا کہ چاند طلوع ہوں وہ اپنے ساتھ جنت کے کفن لاتے ہیں۔

جنت کی خوشبو لاتے ہیں۔

دنیا سے رخصت ہونے والے کے پاس بیٹھ جاتے ہیں جہاں تک اس کی نگاہ جاتی ہے۔ فرشتے ہی فرشتے نظر آتے ہیں۔

جب ملک الموت اس کی روح کو قبض کرتا ہے۔ بقیہ فرشتے لمحہ بھر بھی اسے اس کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے۔

توفته رسلنا وهم لا يفرطون۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اس کی روح پاکیزہ خوشبو کی معیت میں نکلتی ہے۔ ملائکہ اس روح کو لے کر بلندی کی طرف پرواز کرتے ہیں۔

زمین و آسمان کے درمیان جو بھی فرشتوں کا گروہ ملتا ہے وہ پوچھتا ہے۔

ما هذه الروح؟

یہ کونسی روح ہے؟

وہ بڑا اچھا نام لے کر کہتے ہیں کہ یہ فلاں روح ہے۔

یہانتک کہ وہ فرشتے اسے لے کر آسمان دنیا کے دروازوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ دروازہ کھلتا ہے۔ اس آسمان کے مقرب اسے خوش آمدید کہتے ہیں۔ علی ہذا القیاس اسے ساتویں آسمان تک پہنچایا جاتا ہے۔

پھر اس کا نام علیین کے دفتر میں درج کر دیا جاتا ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

اس روح کو واپس زمین پر لے جاؤ۔ اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے۔ [1]

تجہیز و تکفین

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کے جسدِ خاکی کو ہسپتال سے گھر لایا گیا۔ پہلے تو گھر کے صحن میں رکھا گیا پھر اس کمرے میں رکھا گیا جس میں آپ نے اپنی زندگی کے آخری کئی سال گزارے۔

جب آپ کی چارپائی صحن میں رکھی گئی تو اچانک بارش شروع ہو گئی جب اس کمرے میں آپ کا جسدِ خاکی لے جانے لگے تو سب خواتین نے ایسی خوشبو محسوس کی جو انہوں نے ساری زندگی محسوس نہ کی تھی۔

آپ کے جسدِ خاکی کو دیکھ کر آنکھیں بھی اشکبار ہو رہی تھیں اور ساتھ ہی بے ساختہ منہ سے سبحان اللہ کے الفاظ نکلتے تھے۔ آپ کو دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے بڑے اطمینان و سکون سے سوئے ہوں۔

ساری رات عورتیں آپ کی چارپائی کے اردگرد بیٹھی رہیں۔

سردی کا موسم، دروازے بند اچانک بجلی آف ہو گئی۔ تاریکی ہی تاریکی تھی۔ ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ لیکن حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کا

---

[1] التذکرہ فی احوال الموتی القرطبی ص ۱۳۰

چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔

اللّٰھم لک الحمد اولاً وآخراً

مدرسۃ البنات کی صدر معلمہ کا بیان ہے کہ میں رات بھر چارپائی کے قریب رہی اچانک مجھے اونگھ آگئی کیا دیکھتی ہوں کہ دو آدمی سفید کپڑوں میں ملبوس حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کے سرہانے کھڑے ہیں۔ انکے ہاتھ میں طشت ہے۔ کوئی چیز اس طشت میں رکھ کر عالم بالا کی جانب محو پرواز ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے روح مطہرہ کے استقبال کا ایک منظر صدر معلمہ کو دکھا دیا تاکہ انہیں بھی اطمینان وسکون نصیب ہو کہ جانے والا نعمتِ ایمان سے مالا مال جا رہا ہے۔

الحمد للہ رب العالمین

---

۱۹ دسمبر ۱۹۸۸ء بعد نماز فجر حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو غسل دیا گیا۔ غسل دینے والی خوش قسمت خواتین کا بیان ہے کہ جسم بالکل نرم اور تر و تازہ تھا جیسے کسی سوتے ہوئے فرد کو غسل دیا جاتا ہے۔

ہاں وہ شخص جس کے رگ رگ میں عشقِ الٰہی موجزن ہو اور جس کے انگ انگ سے عشقِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے پھوٹ رہے ہوں اس پر دو موتیں جمع نہیں ہوا کرتیں۔

وہ اس دنیا سے جانے کے بعد بھی زندہ رہتا ہے اور ابدالآباد

تک زندہ رہتا ہے۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کے وصال کے چند دن بعد بکلبۂ احزان تنہائی میں بیٹھا اپنی ماں کی یاد میں اتنا مستغرق تھا کہ آنکھیں قابو میں نہ رہیں۔ اپنا سر تکیہ پر رکھ دیا۔ اور وہ بھی تر ہوگیا۔ میری آنکھیں بند ہوگئیں اور محسوس کیا کہ کسی اور جگہ ہوں۔ چند افراد مجھ سے کوئی بات کرتے ہیں میں انہیں جواباً کہتا ہوں۔

میری والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس لئے معذرت خواہ ہوں پھر محبت نے جوش مارا۔ آنکھوں سے سیلاب امڈ آیا۔ تسکین کے لئے حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کے مزار پر جاتا ہوں۔

اچانک مزار پر انوار شق ہوگیا۔ حسبِ عادت قدم بوسی کی۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔

تم خواہ مخواہ روتے ہو۔ میں تو زندہ ہوں۔

ہاں واقعی ہماری والدہ ماجدہ زندہ ہیں کیونکہ

انہیں حیّ و قیوم سے خاص محبت تھی اور یہی محبت کی بے قراری راتوں کو سونے نہ دیتی تھی۔

ہاں ہاں حضور والدہ ماجدہ زندہ ہیں کیونکہ

انہیں اس نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ الفت و محبت تھی جن کا نام مردہ دلوں کیلئے حیاتِ جاودانی ہے۔

اللّٰھم وتعز من تشاء

غسل کے بعد آپ کو کفن پہنایا گیا۔

سب سے پہلے میرے آقا تے نعمت، بے سہاروں کے سہارا، حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم وفیوضاتہم کا کرتہ مبارک پہنایا گیا۔

سیّد الاولیاء الکاملین حضور قبلہ عالم حضور قاضی محمد سلطان عالم صدیقی میر پوری رحمہ اللہ رحمتہ سرمدیۃ سے تعلق رکھنے والے کسی فرد کا انتقال ہوتا تو آپ کے پاس ایک متبرک کپڑا تھا۔ اس کا ایک دھاگہ یا دو دھاگے نکالتے اور جانے والے کے لبوں پر رکھ دیتے۔

اسی سیّد الاولیاء الکاملین رحمہ اللہ رحمتہ واسعتہ کے نور نظر اور ہم جیسے بے چاروں کے چارہ ساز آقا دامت برکاتہم وفیوضاتہم کا استعمال شدہ کرتہ مبارک ہم نے اپنی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو پہنا دیا۔ جس سے ہمیں بہت زیادہ توقعات وابستہ ہیں۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست۔

اس کرتہ مبارک کے بعد بقیہ کفن پہنا دیا گیا۔ اور دیدار عام کے لئے آپ کے جسدِ خاکی کو گھر کے صحن میں رکھ دیا گیا تاکہ آپ سے تعلق و محبت رکھنے والی کوئی عورت اس سعادت سے محروم نہ رہے۔

دن کے ساڑھے نو بجے آپکی چارپائی نیچے لائی گئی۔ دارالعلوم کے صحن میں عورتوں کا ہجوم تھا ان کو موقع دیا گیا کہ وہ بھی اس سعادتِ دیدار

سے بہرہ ور ہو سکیں۔ تمام مرد مسجد کے اندر اور باہر بازاروں میں تھے۔ چارپائی کے قریب کوئی غیر مرد نہ تھا۔

سیدی وابی زید مجدہٗ چند قدم کے فاصلے پر کھڑے تھے۔ آپ سے کسی نے نہیں پوچھا اور جنازہ اٹھالیا گیا۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں حیران تھا کہ بن پوچھے کس نے جنازہ اٹھایا لیکن بعد میں معلوم ہوا۔

بجلّونی بجلّونی
مجھے جلدی لے چلو
مجھے جلدی لے چلو۔

کی تعبیر پوری ہو رہی تھی۔

ہجوم زیادہ تھا۔ چارپائی کو باہر گلی میں لاتے۔ بانس باندھے گئے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں۔

جب آپ کا جسدِ خاکی اٹھایا گیا اور شیخ کالونی کی جانب رُخ کر دیا گیا بارش نے اپنے رحمتوں کے چھینٹے بھی تیز کر دیئے۔ یہ آدھ گھنٹے کا رستہ ۲۰ منٹ میں طے ہو گیا۔

سردی کے موسم میں، بارش کی موجودگی میں جس عقیدت و محبّت سے لوگ جنازہ میں شریک ہوئے یہ شرکت ایک یادگار بن گئی۔

جنازہ کی رفتار دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے جنازہ اڑ رہا ہو

پیچھے سے لوگ کہتے، آہستہ چلو آہستہ چلو۔ لیکن جانے والا اللہ کی
محبت میں دیوانہ ہو کر تیز تیز چل رہا تھا۔

عجیب منظر تھا۔ بڑے بڑے رئیس کندھا دینے میں سعادت
محسوس کرتے تھے۔

بارش کی وجہ سے چھینٹے اُڑ اُڑ کر ان کے کپڑوں پر پڑ رہے تھے
لیکن انہیں اس کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ کیونکہ کپڑے تو اور مل جائیں گے لیکن
یہ سعادت بھرے لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے۔

بعض احباب کے پاؤں سے جوتا اتر گیا۔ انہوں نے اس جوتے کو
تلاش کرنے کی بجائے اپنا دوسرا جوتا بھی اتار پھینکا اور ننگے پاؤں کیچڑ
میں چلنا شروع کر دیا۔ انہیں معلوم تھا کہ اگر جوتا تلاش کیا تو مقصد فوت
ہو جائے گا۔

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل بودم و صد سالہ منزل دور شد

یہ منظر بھی قابل دید تھا۔

ایک سفید ریش بابا جوتے اٹھائے بلند آواز سے کہہ رہا تھا جس
کا جوتا ہے وہ مجھ سے لے لے۔ لیکن کوئی اس کی بات پر دھیان
نہ دھرتا تھا۔

شیخ کالونی کی گراؤنڈ میں جب آپ کی چارپائی رکھی گئی تو
اتنا زیادہ ازدہام ہو گیا جس کا تصور بھی نہ تھا۔ میں تو میں رہا۔ ہمارے
محترم المقام چوہدری برکت علی صاحب جنکی عمر ۸۰ سال ہے وہ فرماتے ہیں۔
میں نے اپنی زندگی میں کسی عورت کا اتنا بڑا جنازہ نہیں دیکھا۔

فلک الحمد یا اللہ یا ارحم الراحمین۔

کیا یہ کہیں۔

ثم یوضع لہ القبول فی الارض کا اثر تو نہ تھا؟

صفیں درست کر دی گئیں۔ علماء، فضلاء، مزدور و کارخانہ دار الغرض
ہر محکمہ سے تعلق رکھنے والے افراد صفوں میں کھڑے ہو گئے۔

اخی المکرم حضرت مولانا محمد سعید احمد صاحب اسعد زید مجدہ۔ اللہ
انکی عمر دراز فرمائے۔ حضور قبلہ سیدی و ابی زید مجدہ و شرفہ کے بعد میں
ان سے عجیب قسم کی محبت کی خوشبو محسوس کرتا ہوں۔ مصلی امامت پر
آئے اور چار تکبیر کہہ کر اس آخری فرض سے سبکدوش ہوئے۔

مزارِ پُر انوار

آپکی آخری آرامگاہ جامعہ امینیہ رضویہ کے احاطہ میں جامع مسجد النور
کے جنوبی پہلو میں تیار کی گئی۔ نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے بعد آپ کے جسدِ
خاکی کو جامعہ امینیہ میں لایا گیا۔

اسی دوران حضور سیدی و مرشدی حضور قبلہ عالم کے جگر گوشہ اور

نورِ نظر حضرت قبلہ حاجی پیر صاحب دامت برکاتہم و فیوضاتہم ہم زخمی دلوں پر شفقت کی مرہم رکھنے کیلئے تشریف لے آتے اور آپ نے اپنے دونوں نورانی ہاتھوں کو بلند کردیا۔ یہ انکی جانب سے میری والدہ ماجدہ کو نئے جہاں میں جاتے ہوئے ایک قیمتی تحفہ تھا۔

الحمد للہ! بے چاروں کا چارہ ساز آقا اس موقع پر بھی ہم جیسے بیچاروں کو نہ بھولا۔

دوسروں کیلئے رحمتوں کی چادر پھیلانے والا آقا اپنوں کو کیسے بھول سکتا ہے۔

اللہ کی قسم! میری ماں کے آخری وقت اس کے سرہانے کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں کو اٹھانا۔ ان کا ایسا احسان ہے کہ اگر ساری زندگی اس احسان کا بدلہ چکانا چاہوں تو نہ چکا سکوں گا۔

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں۔

سب سے پہلے میں قبر میں اترا۔ پھر اخی المکرم حضرت مولانا محمد سعید احمد صاحب اسعد اترے۔

اخی المکرم حضرت مولانا محمد افضل شاہد صاحب، اخی المکرم حضرت مولانا محمد حبیب امجد صاحب، اخی المکرم حضرت مولانا محمد مسعود احمد صاحب ہمارے بہنوئی حضرت مولانا قاری محمد نور الحق صاحب اور ہمارے دل و جان سے عزیز ماموں حضرت مولانا محمد مظہر الحق صاحب زید مجدہٗ نے ان کا جسدِ خاکی ہمیں دیا اور ہم نے اپنے ان ہاتھوں سے اپنی ماں کو قبر میں اتار دیا۔

ہائے یہ کیا ہوگیا۔

شفقتوں اور محبتوں والی ماں ہم سے ہمیشہ کیلئے بچھڑ گئی۔

نہیں نہیں بلکہ ہماری ماں تو زندہ ہے۔ اب اس نے واپس نہیں آنا بلکہ ایک دن ہم نے جا کر کہنا ہے۔

اماں جان آپ کا نالائق بیٹا محمد کریم سلطانی حاضرِ خدمت ہے اور سلام عرض کرتا ہے۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ مجھے اکثر وصیت کرتی تھیں کہ بیٹا موت برحق ہے۔ ایک دن میں نے بھی دنیا چھوڑ جانا ہے لیکن تجھے میری وصیت ہے کہ میرے مرنے سے لیکر میرے دفن ہونے تک اپنے مدرسہ (جامعہ ریاض العلوم) کے طلباء سے ایک لاکھ مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھوا کر میری روح کو ایصالِ ثواب کر دینا۔

الحمد للہ رب العالمین! آپ کی اس وصیت پر بھی عمل ہوگیا میں نے اپنے جامعہ کے تمام طلباء کو بلایا اور انہیں کلمہ طیبہ پڑھنے کیلئے کہا۔

ان عزیزانِ گرامی قدر عزیز از جان احباب نے دفن سے پہلے ۴ لاکھ ۲۹ ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر میری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی روح کو ایصال ثواب کر دیا۔

اللہ ان طلباء کرام کو دین کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ تبلیغ الاسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

بشارتیں

خواب میں اچھی چیز دیکھنا۔ اسے بشارت کہتے ہیں اور یہ نبوّت کا فیض ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

لهم البشری فی الحیاة الدنیا و فی الآخرة

اس کی تفسیر میں بعض مفسرین نے فرمایا۔ اس بشری سے مراد اچھے خواب ہیں جو انسان خود دیکھے یا اس کے متعلق دوسروں کو دکھائے جائیں۔ (تعطیر الانام ص۳)

نیز تعطیر الانام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک منقول ہے۔ جو اچھے خوابوں کو نہیں مانتا اس کا اللہ تعالی پر اور آخرت پر ایمان ہی نہیں ہے۔ (تعطیر الانام ص۳)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لم یبق من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرویا الصالحة (صحیح بخاری)

یعنی نبوت ختم ہوگئی ہے لیکن اس کے فیض سے بشارتیں باقی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ وہ بشارتیں کیا ہیں تو فرمایا اچھی خوابیں۔

اور سیدنا انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا خواب فیضانِ نبوّت کا چھیالیسواں

جزء ہے۔ (بخاری ومسلم)

اور حضرت ابو قتادہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہے لہذا جب کوئی اچھا خواب دیکھے تو ہر کسی کو نہ بتائے بلکہ خواص احباب کو بتاتے اور جب کوئی بُرا خواب دیکھے تو ہر کسی کو نہ بتائے اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے اور شیطان کے شر سے پناہ مانگے اور تین مرتبہ تھوک دے اور ایسا خواب کسی کو نہ بتائے تو ایسے خواب سے کچھ نقصان نہ ہوگا۔

(بخاری ومسلم)

نیز حضرت سمرة بن جندب صحابی رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو نمازیوں کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے کیا آج رات کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے تو اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ عرض کر دیتا تو آقائے دوجہان سُن کر فرماتے۔ ماشاءاللہ۔ الخ (صحیح بخاری)

اخی المکرم حضرت مولانا محمد مسعود احمد حسّان صاحب کی اہلیہ نے دیکھا ایک نہایت حسین مکان، جس کے بڑے خوبصورت کمرے ہیں سیڑھی کے ذریعے نچلی منزل میں اُتر گئی۔ وہاں

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ اپنی بیٹی سے باتیں کر رہی ہیں۔ پھر میں اوپر والی منزل پر چڑھ آئی۔ عورتیں کہتی ہیں کہ آپ (رحمہا اللہ) فوت ہوگئی

ہیں ۔ اسی دوران حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ اوپر چڑھ آئیں اور فرمایا۔
کون کہتا ہے کہ میں مر گئی ہوں ۔ میں تو زندہ ہوں ۔

شہناز ساکنہ محمد پورہ نے دیکھا کہ
آپ چارپائی پر بیٹھی ہوئی ہیں ۔
میں نے عرض کی ۔
میں نے تو دیکھا کہ آپ فوت ہو گئی ہیں لیکن آپ یہاں بیٹھے ہیں ۔
اس پر حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا ۔
میں فوت نہیں ہوئی بلکہ جنت الفردوس میں بیٹھی ہوں ۔

طاہرہ شگفتہ نے دیکھا ۔
آپ جنازہ کی چارپائی سے نیچے اتر رہے ہیں اور فرمایا ۔
میں زندہ ہوں اور جنت الفردوس سے ہو کر آئی ہوں ۔

خدیجہ سرور نے ، جس دن آپکا وصال ہوا ۔ اس رات دیکھا ۔
آپ فوت ہو گئی ہیں ۔ آپ کو دفن کر دیا گیا ۔ میں غلام محمد آباد اپنے گھر میں ہوں ۔ آپ وہاں آ گئیں ۔
پوچھا یہ کیا ماجرا ہے ؟
فرمایا ۔
مجھے ایک کمرے میں بند کر آتے تھے اب میں آ گئی ہوں اور زندہ ہوں

زبیدہ زوجہ رانا بشارت نے دیکھا ۔
آپ رحمہا اللہ مدرسۃ البنات کے صحن میں ہیں اور بالکل ٹھیک ہیں
میں نے حیرانگی میں پوچھا ۔
آپ تندرست ہو گئے ہیں ؟
فرمایا ۔
میں اب بالکل ٹھیک ہوں ۔
اپنے مصلیٰ پر کھڑے ہوئے ۔ یہ بھی فرمایا ۔
اب میں عمرہ کے لئے جا رہی ہوں ۔

اخی المکرم حضرت مولانا محمد افضل صاحب کے بیٹے عزیزم محمد زاہد جمیل نے دیکھا ۔
میرے والد صاحب حج کیلئے تیار ہیں اور میں نے کہا ۔ میں بھی جاؤں گا ۔ انہوں نے فرمایا تیاری کر لو ۔
پھر میری دادی صاحبہ (حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ) نے فرمایا ۔ میں بھی جاؤں گی ۔
آپ کیسے جائیں گی ؟ جبکہ آپ چل نہیں سکتیں ۔
آپ رحمہا اللہ نے فرمایا ۔
جہاز یہیں آ جائے گا ۔
پھر دیکھا کہ محلہ محمد پورہ گلی نمبر ۳ میں جہاز آ گیا اور رونق ہی رونق ہو گئی ۔

رانا بشیر احمد صاحب کے بھائی نے اس رات دیکھا جس رات
حضور والدہ ماجدہ رحمھا اللہ کا انتقال ہوا ۔
کوئی کہہ رہا ہے جس ہستی کا انتقال ہوا ہے ۔ اسے معمولی نہ سمجھو
یہ جنتی ہے ۔

نسرین اختر نے حضور والدہ ماجدہ رحمھا اللہ کو ایک خوبصورت کمرے
میں لیٹے ہوئے دیکھا ۔ پاس ہی سیّدی وابی زید مجدہٗ کو کھڑے دیکھا ۔
پاس کھڑی کوثر ناز نے آپ رحمھا اللہ کی تسبیح پکڑ کر سونگھی تو اس
سے خوشبو مہک رہی تھی ۔
پھر سیّدی وابی زید مجدہٗ نے وہ تسبیح اپنے ہاتھ میں لے کر سونگھی
اور فرمایا انکی تسبیح بخشی ہوئی ہے ۔ بلکہ ان کی ہر چیز بخشی ہوئی ہے ۔

حافظ محمد ایوب صاحب کی بیٹی سعدیہ نے حضور والدہ ماجدہ رحمھا اللہ
کو دیکھا کہ آپ ایک نہایت حسین کمرے میں ہیں ۔ اور آپ کے ہاتھ میں
ایک خوبصورت اور چمکدار تسبیح ہے ۔

اخی المکرم حضرت مولانا محمد افضل شاہ صاحب کی بیٹی عزیزہ عائشہ
صدیقہ نے حضور والدہ ماجدہ رحمھا اللہ کو کمرے میں بیٹھے دیکھا
میں نے باہر جھانک کر دیکھا تو بارش ہو رہی تھی ۔ میں [illegible] بارش
کا تذکرہ آپ رحمھا اللہ سے کیا ۔

آپ رحمھا اللہ نے فرمایا ۔
اسی بارش کی وجہ سے مجھ پر رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے ۔

جناب محمد اقبال مصطفیٰ صاحب نے دیکھا کہ ۔
آسمان سے تارے قطار اندر قطار حضور والدہ ماجدہ رحمھا اللہ
کے مزار پر انوار پر اُتر رہے ہیں ۔

والدہ عامر نے حضور والدہ ماجدہ رحمھا اللہ کو دیکھا کہ
ایک خوبصورت محل میں ایک حسین پلنگ پر لیٹی ہوئی ہیں ۔ ان کی
خدمت کیلئے دراز قامت عورتیں موجود ہیں ۔ جو خدمت گزاری میں نہایت
مستعد ہیں اور انکی زبان مجھے سمجھ نہیں آتی ۔

حاجی محمد صدیق صاحب قادری کی بیٹی نے حضور والدہ ماجدہ رحمھا اللہ
کو ایک عالیشان کمرے میں گدے پر لیٹے ہوتے دیکھا ۔ آپ رحمھا اللہ
نے فرمایا ۔
بیٹی ! پانچ وقت نماز پابندی سے پڑھا کرو اور روزانہ پانچ سو
مرتبہ درُود پاک پڑھا کرو ۔

اخی المکرم حضرت مولانا محمد سعید احمد اسعد کی بیٹی عزیزہ آمنہ سعید
نے دیکھا ۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ ایک جہاز میں سوار ہوگئیں اور وہ جہاز مدینہ طیبہ اُتر گیا۔ بے شمار عورتیں لینے کیلئے وہاں موجود ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی حاضری ہوئی۔ دیکھا کہ
حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ جالیوں سے لپٹ کر رو پڑیں۔

عزیزم حافظ محمد اشرف سعید نے دیکھا۔
حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کہیں جا رہی ہیں۔ پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا۔
اپنے گھر جا رہی ہوں۔
ایک خوبصورت محل میں داخل ہوگئیں۔ جس کی دیواروں پر قرآنی آیات لکھی ہیں۔

اس عاجز و مسکین محمد کریم سلطانی نے ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء جمعۃ المبارک کی رات دیکھا۔
حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ عمدہ لباس پہنے تشریف لا رہی ہیں۔ میں نے سلام عرض کیا اور عرض کی۔
آپ کے ساتھ کیا بیتی؟
فرمایا۔
بیٹا! اللہ نے مجھ پر فضل فرمایا اور میں جنت سے آ رہی ہوں۔
اللّٰھم لک الحمد اولا و آخرا والصلوٰۃ والسلام علی من

بعثتہ الی الخلق کافۃ بشیرا ونذیرا۔ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی ماموں زاد بہن نے وصال کی دوسری رات دیکھا۔
ایک خوشنما کمرہ جو روشن ہے لیکن بلب اور ٹیوب کے بغیر۔ ایسی روشنی جیسی طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان ہوتی ہے۔
حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ اس کمرہ میں سبز چادر اوڑھے سنہری حروف میں لکھے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت فرما رہی ہیں۔

حافظ محمد صفدر صاحب مدرس شعبہ حفظ دار العلوم امینیہ رضویہ نے دیکھا۔
شیخ کالونی کی گراؤنڈ میں جنازہ رکھ دیا گیا۔ لوگ صفیں درست کر رہے ہیں۔ اچانک ایک بزرگ آئے اور نماز جنازہ کی امامت کروائی اور روانہ ہوگئے۔

محفل میلاد منت کروانے والی ایک عورت نے دیکھا۔
حضور والدہ ماجدہ کہیں جانے کی تیاری کر رہی ہیں۔ کچھ سفید پوش افراد کھڑے ہیں۔ میں نے عرض کی آپ فوت ہوگئے تھے۔ فرمایا۔
نہیں بلکہ میں تو زندہ ہوں۔ مدینہ طیبہ جا رہی ہوں اور یہ مجھے لینے کے لئے آئے ہیں۔

طالبہ نسرین نے دیکھا۔

مزار پر حاضر ہوئی۔ مزار پُرانوار شق ہو گیا۔ سر اور دونوں ہاتھ باہر نکل آئے۔ آپ رحمہا اللہ نے اللہ اکبر کہا۔ ایک ہاتھ میں انگشتری ہے دوسرے ہاتھ میں نہایت روشن اور چمکدار چیز ہے اس پر نظر نہیں ٹھہر سکتی۔ اس سے شعاعیں نکل رہی ہیں۔ جن سے ہر طرف نورُ پھیل گیا۔

شیخ فقیر محمد کی اہلیہ نے دیکھا۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نہایت مسرور اور شاداں ہیں۔ ان کے اِردگرد کافی گلدستے ہیں۔ ان میں مختلف قسم کے بہترین پھول ہیں۔ میں نے عرض کی۔ یہ پھول کیسے ہیں؟

فرمایا۔

دنیا میں مجھے بہت سی تکلیفیں آئیں۔ جب بھی کسی نے مجھ سے حال پوچھا تو بے ساختہ کہا۔ الحمد للہ علی کل حال۔ اللہ رب العزت نے اس بات پر جنت سے میرے لئے پھول بھیجے ہیں الحمد للہ رب العالمین۔

وصیت نامہ

۱۔ میری وصیت ہے کہ اگر مجھے کسی وقت بیماری کا غلبہ ہو جائے تو مجھے خون ہرگز نہ دیا جائے کہ یہ قرآن پاک کے حکم کے مطابق حرام ہے۔ بے شک جان جاتی ہو تو جائے مگر کسی حرام کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام کیلئے ایک جان کیا ہزار جان بھی ہو تو قربان کی جاسکتی ہے۔

۲۔ میری تجہیز و تکفین سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہو۔ کوئی کام خلافِ شرع نہ کیا جائے۔

۳۔ میری اولاد کو میری طرف سے تاکیدی وصیت ہے کہ عقیدہ اہلسنت وجماعت پر قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن کسی حال میں نہ چھوڑیں۔ نمازیں پابندی سے پڑھیں اور شیطانی کاموں سے دُور بھاگیں۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے یہ وصیت نامہ ۱۱ رجب المرجب سنہ ۱۴۰۲ھ کو تحریر کروایا تھا۔

حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی زندگی کے چند گوشے اس لئے سپردِ قلم کیے کہ

۱۔ ہماری طرف سے حضور والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی خدمت میں ایک نذرانہ عقیدت پیش ہو جائے۔

۲۔ شاید کسی سکون و اطمینان کی طلبگار عورت کے لئے یہ ہدایت کا سامان ہو سکے۔

اللّٰھمّ لک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ وصلّ اللّٰھمّ وسلم علی عبدک الاکرم وخلیفتک الاعظم سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

راقم الحروف

محمد کریم سلطانی

۱۲ر فروری ۱۹۸۹ء